ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

ڈاکٹر شریف میر

لیکچرر، آئی۔بی۔ایل۔سی، یونیورسٹی آف تُربت، مکران ۔

ڈاکٹر حامد علی بلوچ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ بلوچی، جامعہ بلوچستان، کوئٹہ ۔

غنی پرواز: فکر و فن (ناول نگاری کے تناظر میں)

Dr. Sharif Mir*
Lecturer, IBLC, University of Turbat, Makran.
Dr. Hamid Ali Baloch
Assistant Professor, Department of Balochi, University of Balochistan, Quetta.
***Corresponding Author:** mirsharif@gmail.com

Ghani Parwaz: His Concept of Art in the Contex of Novel Writing

Ghani Parwaz is regarded as one of the most prominent and influential figures in modern Balochi literature. Renowned for his contributions to the genre of short stories and novels, Parwaz has authored more than five novels along with numerous short stories that have significantly enriched Balochi literary expression. His works vividly portray the rich cultural heritage and traditional values of Baloch society, while simultaneously challenging outdated customs and conservative social norms. Parwaz's literary voice is distinctly shaped by his ideological commitments, particularly his critical engagement with gender issues and his advocacy for women's rights. This paper explores the recurring themes and ideological underpinnings of Ghani Parwaz's writings, with a focus on how his literary output reflects a nuanced critique of tradition and a progressive stance on feminism within the context of Balochi literature.

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24

Key Words: *Fiction, Balochi fiction, Art of writing, Novel, Feminism, Baloch society, Makran*

مکران، جو بلوچستان کا ایک اہم اور تاریخی خطہ ہے، اپنی مردم خیزی، علمی و ادبی سرمائے اور ثقافتی اثاثوں کی بنا پر ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یہ علاقہ نہ صرف کلاسیکی و جدید ادب میں بلکہ سیاست، موسیقی اور فنون لطیفہ کے دیگر شعبوں میں بھی کئی ممتاز شخصیات کا سرچشمہ رہا ہے۔ اگر ہم مکران کی شعری روایت کا جائزہ لیں تو ناطق مکرانی ایک ایسا درخشاں نام ہے، جنہیں فارسی زبان میں ان کی شاعری اور حاضر جوابی کے باعث برصغیر میں سند کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ناطق مکرانی نے غالب جیسے عظیم شاعر کی شاعری کی اصلاح بھی کی، جو ان کے علمی وقار اور فکری پختگی کا ثبوت ہے۔

نثر نگاری کے میدان میں بھی مکران کے ادباء اور شعراء پیچھے نہیں رہے۔ بہرام شاہ جمال اور او تمان کلمتی جیسے سترہویں صدی عیسوی کے نثر نگاروں نے اس خطے میں فکری و ادبی بنیادیں استوار کیں، جن کے تحریری آثار آج بھی برٹش میوزیم لائبریری لندن میں محفوظ ہیں، اور تحقیق کا اہم حوالہ سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح کلاسیکی موسیقی میں اشرفِ دُرّا، رَمی، سالمی، اور بورل کسرقندی جیسے فنکار اپنے عہد کے نمایندہ موسیقاروں میں شمار ہوتے تھے، جنہوں نے موسیقی کو ایک تخلیقی جہت عطا کی۔

موجودہ دور میں بھی مکران کے لوگ مختلف علمی، فکری، سماجی اور ثقافتی شعبوں میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کی خدمات نہ صرف مقامی بلکہ قومی و بین الاقوامی سطح پر بھی اعتراف و تحسین کے قابل ہیں۔ مکران کی یہ روایت اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ خطہ ماضی کی طرح آج بھی فکری، ادبی اور ثقافتی لحاظ سے ایک زرخیز خطہ ہے، جس پر مزید تحقیقی کام کی گنجائش موجود ہے۔ بہ این ہمہ، اس تحقیقی مقالے میں مشہور ناول نگار غنی پرواز کی فکر و فن کو اس کی ناول نگاری کے تناظر میں دیکھا جائے گا۔

غنی پرواز، جنہیں بلوچی ادبیات میں ایک اہم مقام حاصل ہے، ۱۵ اگست ۱۹۴۵ کو بلوچستان کے ضلع تُربت کی تحصیل تمپ کے ایک چھوٹے مگر مردم خیز گاؤں، نظر آباد میں حاجی محمد ابراہیم کے گھر پیدا ہوئے۔ اگرچہ بلوچ سماج میں اُس دور میں تاریخ پیدائش یا وفات درج کرنے کی رِوایت عام نہیں تھی، تاہم چونکہ غنی پرواز ایک تعلیم یافتہ اور مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے ان کے اہلِ خانہ نے ان کی تاریخ پیدائش محفوظ رکھی۔

غنی پرواز نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں نظر آباد سے حاصل کی، جہاں اُن کی علمی استعداد کا پہلا بیج بویا گیا۔ بعد ازاں انہوں نے علم و ادب کے میدان میں مسلسل جدوجہد اور محنت کے ذریعے بلند علمی مدارج طے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

کیے۔ انہوں نے تعلیم کے شعبے میں گریجویشن مکمل کی، بلوچی زبان میں فاضل کا امتحان کامیابی سے پاس کیا، اردو ادب میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی اور سیاسیات میں بھی ایم اے کیا۔ ان کا یہ متنوع تعلیمی پس منظر ان کی فکری پختگی، ادبی وسعت اور تنقیدی شعور کی بنیاد بنا، جس کی جھلک اُن کے ادبی کُتب اور مقالات میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

غنی پرواز کی جوانی کے ایّام میں مکران اور گردونواح کے علاقوں سے خلیجی ممالک کی طرف روزگار کے لیے ہجرت ایک عام رجحان تھا۔ ان کے اعزاء واقارب بھی اسی معاشی دوڑ کا حصہ بنے۔ چنانچہ وہ بھی وقتی طور پر خلیج کی جانب روانہ ہوئے، لیکن اُن کی فطرت میں علمی جوش اور فکری وابستگی کا رجحان غالب رہا، اس لیے وہ جلد ہی واپس وطن لوٹ آئے۔ وطن واپسی کے بعد انہوں نے محکمہ تعلیم میں شمولیت اختیار کی اور تدریس کے عظیم منصب پر فائز ہو گئے۔ اُنہوں نے مختلف تعلیمی اداروں میں لیکچرر، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور بالآخر کالج پرنسپل کے طور پر خدمات انجام دیں اور اسی حیثیت میں باعزت طور پر ریٹائرڈ ہوئے۔

ان کی زبان و ادب سے گہری وابستگی محض ذاتی دلچسپی کا نتیجہ نہیں تھی، بلکہ اس کا پس منظر اُن کا خاندانی علمی و فکری ماحول تھا۔ وہ ایک انٹرویو میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"میری زبان و ادب سے دلچسپی کا ایک سبب میرے گھر کا علمی ماحول تھا، جہاں کتاب، قلم، اور گفتگو کا معیار ہمیشہ بلند رکھا جاتا تھا۔"

یہی ماحول غنی پرواز کے اندر تخلیقی شعور، فکری استقلال، اور ادبی ژرف نگاہی کو پروان چڑھاتا رہا۔

"میرے نانا قاضی داد محمد بڑے عالم اور علم دوست انسان تھے، کئی شاعر اور ادیب اس کے شاگرد تھے۔ ملا اسماعیل پھل آبادی بھی ان کے شاگردوں میں سے تھے اواکثر ان کے ہاں آیا کرتے تھے، اسی طرح میرے ماما صوفی محمد اسماعیل بھی بڑے عالم اور شاعر تھے، ماما صدیق آزات بھی بڑے شاعر، ادیب، نقاد اور محقق تھے، میری والدہ اپنے ابو کی وجہ سے ادب سے بہت لگاؤ رکھتی تھیں اور اچھی طرح بلوچی پڑھتے تھے میں نے پہلی دفعہ اپنی والدہ کو دیکھا کے وہ میر گل خان نصیر کا شعری مجموعہ "گلبانگ" پڑھ رہے تھے"[۱]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

غنی پرواز شروع شروع میں اردو زبان میں لکھتے تھے۔ اُس وقت زیادہ تر لوگ اردو میں طبع آزمائی کرتے تھے، ظاہر ہے غنی پرواز بھی ان سے متاثر ہوئے ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ سرکاری زبان ہونے کے ناطے اسکول میں زیادہ تر لوگ اُردو پہ توجہ دیتے تھے۔ غنی پرواز اپنے بچپن اور ادب کی طرف رجحان کے بارے میں کہتے ہیں۔

"میں نے آٹھویں جماعت سے لکھنا شروع کیا، اس دور میں ہمارے معاشرے میں بلوچی لکھنے اور پڑھنے کی روایت بہت کم تھی اور زیادہ تر لوگ اردو پڑھتے اور لکھتے تھے اسی لئے میں نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اردو لکھنے کی ابتدا شاعری سے کی اور پھر شاعری سے افسانے کی طرف آیا۔ جب بلوچی میں لکھنے اور پڑھنے کی رجحان بڑھا تو میں نے پہلے بلوچی شاعری اور پھر افسانہ لکھنا شروع کیا"۔ (۲)

غنی پرواز کی ادبی زندگی کا آغاز اردو سے ہوا، اور ابتدائی دور میں انہوں نے اپنی تخلیقات نہ صرف ہندوستان کے معتبر ادبی رسائل و جرائد کو اشاعت کے لیے بھیجیں بلکہ ان کی ادبی نکھار کے لیے انہیں ہندوستان کے معروف اہلِ قلم کے پاس اصلاح کے لیے بھی بھیجتے تھے۔ اس عمل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غنی پرواز تخلیق کو صرف ذاتی اظہار کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے، بلکہ وہ اسے ایک سنجیدہ ادبی ذمہ داری تصور کرتے تھے، جس کے لیے فنی تربیت، تنقیدی نظر، اور ماہرین کی رہنمائی کو ناگزیر تھی۔

اسی مقصد کے لیے انہوں نے اپنی کئی تخلیقات ہندوستان کے ممتاز ادیب آسی رام نگری کو اصلاح کے لیے بھیجیں۔ آسی رام نگری اس زمانے میں اردو ادب میں اپنی فکری عمق، اسلوبی مہارت، اور ادبی تنقید کے حوالے سے ایک مسلمہ نام تھے۔ غنی پرواز کے مطابق، آسی رام نگری نہایت محبت و شفقت کے ساتھ نہ صرف ان کی تخلیقات کی اصلاح کرتے تھے، بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ غنی پرواز خود اعتراف کرتے ہیں کہ آسی رام نگری کی اصلاحات نے ان کے اسلوب کو سنوارنے، نکھارنے اور فکری وسعت عطا کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

"جب میں نے اردو کے نامور ادیب اور شاعر آسی ران نگری کو خط لکھا اور اپنے شاعری اور افسانے اصلاح کے لئے بھیجے تو اس نے مجھے لکھا کہ آپکی شاعری اور افسانے پڑھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپکی قابلیت افسانے کی طرف زیادہ ہے اور اگر آپ کوشش کریں تو ایک اچھے افسانہ نگار بن سکتے ہیں۔"(۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

غنی پرواز کا پہلا ناول *"محبت کی پیاس"* ، جو ابتدا میں بلوچی زبان میں چھپ گیا تھا، بعد ازاں انگریزی اور اُردو تراجم کے ذریعے بھی قارئین تک پہنچا۔ یہ ناول ۲۰۰۵ء میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ کے زیرِ اہتمام شائع ہوا جو علمی و ادبی حلقوں میں نمایاں مقام حاصل کر چکا ہے۔ ناول کا پس منظر بلوچستان کے ساحلی شہر گوادر سے جڑا ہوا ہے، جو نہ صرف جغرافیائی اہمیت کا حامل ہے بلکہ تہذیبی اور ثقافتی سطح پر بھی کئی اہم امکانات کے ساتھ جُڑی ہوئی ہے۔

ناول کے مرکزی کردار اسد اللہ اور شاہدہ ہیں۔ اسد اللہ گوادر سے تعلق رکھنے والے ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، جو بلوچی زبان و ادب میں بلوچستان یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے بعد تدریس کے شعبے سے منسلک ہونے کی کوشش کرتے ہیں، مگر کامیاب نہیں ہو پاتے۔ بالآخر وہ اپنے والد کے ساتھ مچھلی کے کاروبار میں شریک ہو جاتے ہیں۔ دوسری جانب شاہدہ ایک پڑھی لکھی، باشعور لڑکی ہے، جو کراچی میں پیدا ہوئی اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ ان دونوں کرداروں کے درمیان تعلق رفتہ رفتہ جذباتی وابستگی کی صورت اختیار کرتا ہے، جو اسد اللہ کی ازدواجی اور کاروباری زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس تعلق کی شدت بالآخر اسد اللہ کو شاہدہ سے شادی کرنے پر مجبور کر دیتی ہے، تاہم شادی کے بعد بھی اس کی جذباتی پیاس بجھ نہیں پاتی۔ ناول کا اختتام اسد اللہ کی خودکشی پر ہوتا ہے، جو کہانی میں ایک دردناک مگر حقیقت پسندانہ موڑ ہے۔

غنی پرواز نہ صرف ایک تخلیق کار ہیں، بلکہ وہ سماجی شعور کے حامل ایک فعال دانشور بھی ہیں۔ انہوں نے ناول میں ادارہ جاتی اہمیت اور انسانی حقوق کی فعالیت کو اجاگر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ خواتین کے حقوق کے فروغ اور ان کی شعوری بیداری کے لیے صرف تعلیم ہی نہیں، بلکہ سماجی و ثقافتی اداروں کی تشکیل بھی ناگزیر ہے۔

محبت کی پیاس صرف ایک جذباتی داستان نہیں بلکہ سماجی شعور، فرد کی داخلی کشمکش، ادارہ سازی، اور عورت کی خود مختاری جیسے اہم موضوعات کا بین المتنی مطالعہ ہے، جو اسے عصرِ حاضر کے اہم اردو ناولوں کی صف میں نمایاں کرتا ہے۔

غنی پرواز کا دوسرا ناول *"مسافرِ شب گزیدہ"* سن ۲۰۰۷ میں بلوچستان اکیڈمی تربت سے شائع ہوا۔ یہ ناول بلوچستان کے انتہائی پسماندہ ضلع آواران کے سماجی، معاشی اور سیاسی پس منظر کو اجاگر کرتا ہے۔ ناول میں آواران کی پسماندگی، بنیادی سہولیات کی عدم دستیابی، بالخصوص صحت اور تعلیم جیسے شعبوں کی ناگفتہ بہ حالت کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ غنی پرواز نے اس ناول میں بھی خواتین کے گھریلو، تعلیمی اور سماجی مسائل کو موضوعِ بحث بنایا ہے اور ان کے استحصال، محرومی اور جدوجہد کو بیانیہ کا حصہ بنایا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

علاوہ ازیں، غنی پرواز نے ادارہ جاتی شعور، انسانی حقوق کی اہمیت، اور شہری آگہی کو فروغ دینے کے لیے تخلیقی پیرائے میں ادارہ سازی اور حقوق کی بازیابی کے لیے متحرک ہونے کے ذرائع پر زور دیا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال ناول کے کردار "آسمی" کا ہومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کو خط لکھنا ہے، جو ایک علامتی اقدام ہے کہ فرد کس طرح اداروں کے توسط سے اجتماعی مسائل کی نشاندہی اور حل کی کوشش کر سکتا ہے۔

غنی پرواز کا بنیادی مؤقف یہ ہے کہ انسان کو اپنے شعور، ذمہ داریوں اور بنیادی حقوق سے آگاہ ہونا چاہیے، کیونکہ یہی آگہی فرد کو اپنے حقوق کے لیے جدوجہد پر آمادہ کرتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جب فرد کو اپنے حقوق کا ادراک ہو جاتا ہے تو وہ ان کے حصول کے لیے مختلف سطحوں پر عملی اقدامات کرتا ہے۔ یہی نظریاتی اور فکری پیغام ان کی بیشتر تخلیقات میں نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے، جو ان کے ادبی شعور اور سماجی وابستگی کا مظہر ہے۔

> "بیگانگی دراصل طبقاتی معاشرے کی عدم مساوات اور محنت و محنت کش کی ایک دوسرے سے علیحدگی کے باعث پیدا ہوئی۔ اس کا آغاز معاشرے کی طبقاتی کے بعد "غلامدارانہ" نظام ہوا، جاگیردارانہ نظام میں اضافہ ہوا اور یوں لگتا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے اجارہ دارانہ دور یا سامراج کے دور میں یہ اپنی بدترین شکل میں سامنے آئی ہے جس سے معاشرے میں بے یقینی، ناآسودگی، ذہنی انتشار اور زندگی سے بیزاری ایک وبا کی شکل میں پھیل رہی ہے۔"(5)

غنی پرواز کا تیسرا ناول "*مہروہمرائی* 2011" میں جمشید پبلیکیشنز تربت کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ اس ناول میں مصنف نے ادب، فنِ مُصّوری، انسانی حقوق اور محبت جیسے اہم موضوعات کو فنکارانہ انداز میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ پرواز کا اسلوب نہ صرف ادبی اظہار کو وسعت دیتا ہے، بلکہ فنونِ لطیفہ اور سماجی شعور کے باہم ربط کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ اس ناول کے مرکزی کردار ایک مُصّور اور ایک افسانہ نگار ہیں، جو زندگی کے نشیب و فراز کے باوجود قربت اور ہم آہنگی کی راہ اپناتے ہیں۔ ناول نگار نے حسب روایت اس تخلیق میں بھی فن پاروں کی نمائش اور افسانوی مجموعوں کی تقاریبِ رونمائی کے مناظر کو حقیقت سے قریب تر انداز میں پیش کیا ہے۔ اس عمل کے ذریعے وہ اس نظریے کی تائید کرتے ہیں کہ کسی بھی فنکار یا ادیب کے لیے ادارہ جاتی پشت پناہی نہایت اہم ہے، اور انفرادی جدوجہد کو اجتماعی حمایت کے بغیر پائیدار کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ نوجوان افسانہ نگار حمید سحر نے بھی اس ناول کی تحسین کرتے ہوئے اسے معاصر بلوچی ادب میں ایک فکری اور جمالیاتی پیش رفت قرار دیا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلّہ

"غنی پرواز کا یہ ناول ایک بہت ہی خوبصورت تخلیق ہے، جس میں جدید دور کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر لکھا گیا ہے۔اس میں رومانوی کہانی کے ساتھ ساتھ بلوچ تہذیب کے بارے میں معلومات ہے اور ساتھ ہی ان کے مسائل کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، غنی پرواز ایک اچھے لکھاری ہیں ان کا انداز بیان صاف اور شائستہ ہے،وہ اپنا پیغام نہایت آسان اور صاف زبان میں بہت آسانی سے بیان کر گئے ہیں "(۶)

غنی پرواز کے ناول اور افسانوں میں خاص موضوعات کون کون سی ہیں اور وہ آزادی نسواں اور حقوق نسواں کو اکثر اپنے فکشن میں موضوع بحث کیوں بناتے ہیں،اِس حوالے سے مشہور محققہ مبارکہ حمید لکھتی ہیں۔

"غنی پرواز بنیادی طور پر ترقی پسند ادیب ہیں ان کے افسانوی میں معاشرے میں ہونے والے ظلم و زیادتی،طبقاتی اونچ، نیچ اور انسانی حقوق کا عکس واضع ہے،انہوں نے آزادی نسواں پر بھی قلم اُٹھایا ہے ان کے بہت سے افسانوں ،نظموں اور غزلوں میں عورت موضوع بنی ہے "(۷)

غنی پرواز چونکہ "درس اور تدریس" کے ساتھ وابستہ رہے ہیں، ابتدائی زمانے میں وہ اسکول سیکشن میں پڑھاتے تھے اور بعد میں کالج سیکشن جوائن کیا،وہ انسان،اخلاقیات،فلسفہ اور افکار عالم پہ مسلسل لکھتے رہے ہیں۔دنیا کی تاریخ میں انسان اور خاص کر عورت پہ کیا کیا ظلم ڈھائے گئے ہیں، ان موضوعات پہ بھی لکھتے رہتے ہیں۔اسی حوالے سے ان کے شاگرد اور اسلامیات کے پروفیسر ندیم اکرم لکھتے ہیں کہ۔

"پرواز صاحب کے پڑھنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ لکھاری مختلف علوم مثلاً، فلسفہ، مذہب، سیاست، معاشیات، ادب، نفسیات، سائنس اور تاریخ پر مکمل عبور رکھتے ہیں "(۸)

غنی پرواز کی فکری بلوغت کو جانے کے لیے اگر اُس کے ناول کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضع ہو جاتی ہے کہ وہ کسی فکر و نظریے سے وابستہ ہو کر فکشن لکھتے ہیں۔

"یہ کس طرح کا میگزین ہے"

"جدوجہد،بنیادی طور پر ہی ہیومن رائٹس کمشن آف پاکستان یا ایچ آر سی پی کا ماہنامہ ہے اور لاہور سے چھپتا ہے"

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

"مارکیٹ میں دستیاب ہے"

"نہیں"

"تُربَت شہر سے کسی دوست نے میرے لیئے تحفہ بھیجا ہے"

"پڑھنے کے لیئے دے سکتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک دو دن کے لیئے"

"ہاں ضرور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"(۹)

غنی پرواز کا ناول *"آس الوت کنان انت"* سال ۲۰۱۶ میں بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ اس ناول میں مصنف نے انسانی نفسیات کی گہرائیوں میں جھانکنے کی کوشش کی ہے، خصوصاً انسان کے اندرونی تضادات، چپقلش اور وجودی پیچیدگیوں کو فنی انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ ناول صرف فرد کے داخلی کرب کی عکاسی تک محدود نہیں، بلکہ اس میں مکران کے سیاسی و معاشی حالات، خواتین کی تعلیم اور روزگار کے حوالے سے موجود معاشرتی رکاوٹوں کو بھی فکشن کے قالب میں پیش کیا گیا ہے۔ کردار کے اندر ایک اضطراب ہے، ایک تپش ہے، جو اسے مسلسل کشمکش میں مبتلا رکھتی ہے۔ یہی آگ ناول کی معنویت کو گہرائی عطا کرتی ہے اور قارئین کو انسانی وجود کی کئی پرتوں سے روشناس کراتی ہے۔

غنی پرواز کا آخری ناول *"چاند کے اوپر، سورج کے نیچے"* 2017 میں بلوچستان اکیڈمی تربت کی جانب سے شائع ہوا۔ یہ ناول اپنی نوعیت میں رومانوی و اصلاحی پہلو رکھتا ہے، جس میں محبت کے جذبے کو ایک ہمہ گیر اور ناقابلِ شکست قوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ناول میں رحیم یار خان اور تُربت کے درمیان ثقافتی و جذباتی ربط کو کہانی کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ مصنف اس ناول کے ذریعے یہ پیغام دیتا ہے کہ عورت اگر ارادہ کر لے تو وہ زندگی کے ہر میدان میں کامیابی حاصل کر سکتی ہے، اور قربانی کے ہر مرحلے پر اپنے وجود کو پیش کرنے کے لیے تیار ہوتی ہے۔ ناول کا بنیادی پیغام یہی ہے کہ حالات خواہ کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں، محبت کی سچائی اور خلوص آخرکار غالب آتے ہیں۔

اختتامیہ:

بلوچ ادیب جناب غنی پرواز کے ناول اور افسانوں سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وہ ایک فکر و نظریے کے پابند ہو کر لکھتے ہیں۔ ان کی فکر و نظریات میں دو اہم عنصر کارفرما ہیں۔ پہلا یہ کہ ظلم اور جبر ختم ہو اور انسان کو آزادانہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

نقل و حمل کے ساتھ ساتھ کسی قسم کی فکری بندش اور پابندی نہ ہو، دوسرا یہ کہ عورت بھی معاشرے میں مرد کے برابر ہے اور اُس کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں، جو مرد کو حاصل ہیں۔

حوالہ جات

۱-فدا احمد، راز رؤف، آدینک، 'غنی پرواز نمبر"، شمارہ،۷، ۲۰۱۵ء ص ۱۱۲

۲-فدا احمد، راز رؤف، آدینک 'غنی پرواز نمبر'، شمارہ،۷، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱۳

۳-فدا احمد، راز رؤف، آدینک، غنی پرواز نمبر، صفحہ نمبر ۲۰۱۵ء، ص۱۲۱

۴-پرواز، غنی، آپ چیر تلان انت، بلوچستان اکیڈمی، تربت: ۲۰۲۴ء، ص۹۶

۵-پرواز، غنی افکار عالم، جمشید پبلی کیشنز، تربت:، ۲۰۱۷ء، ص ۲۵

۶-حمیدہ سحر، جنگل، جمشید پبلی کیشنز، تربت:، ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۲

۷-مبارکہ حمیدہ / غنی پرواز 'جنگل'، جمشید پبلی کیشنز، تُربت، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱۰

۸-ندیم اکرم، تھوڑا سا پانی، غنی پرواز، جمشید پبلی کیشنز، تُربت، ۲۰۱۴ء، ص۱۲۸

۹-غنی پرواز، شپ جتیں راہی، بلوچستان اکیڈمی، تربت، ۲۰۰۷ء، ص ۱۳۳